نغمۂ توحید

نتیجۂ فکر

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

ترجمہ وتشریح

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

نغمۂ توحید

نتیجۂ فکر

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

ترجمہ وتشریح

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:...................نغمۂ توحید
نتیجۂ فکر: فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند
ترجمہ وتشریح:...................محمد فاروق غفرلہٗ
تعداد:...................۵۰۰۰
کمپوزنگ:...................محمد ساجد قاسمی لکھیم پوری جامعہ ہذا
سن اشاعت:...................۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء
صفحات:...................۴۴
قیمت:...........

-: ناشر :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تقریظ حضرت مولانا قاضی زین العابدین میرٹھی صاحب قدس سرہٗ

رکن شوریٰ دار العلوم دیو بند

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اما بعد

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: { وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ } ”کائنات میں کوئی شیٔ ایسی نہیں جو اللہ جل وعلیٰ کی تسبیح وتحمید نہ کررہی ہومگر تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں“ یہ تسبیح لسانی ہو یا حالی بہر حال کائنات کا فریضہ ووظیفہ ہے کہ وہ خالق کائنات کی بارگاہ عزت وجلال وعظمت وکمال وفضل ونوال میں تسبیح خواں اور تحمید برزباں ہو، اسی لئے قرآن کریم میں جا بجا تسبیح وتحمید کا حکم دیا گیا ہے۔

نیز کتاب مقدس کا آغاز ہی سورۂ فاتحہ ”الحمد“ سے فرمایا گیا ہے، اور ہر نماز میں اس کی تلاوت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی شاعری میں بھی ”حمد ونعت“ شعراء کرام کا خصوصی موضوع رہا ہے، اور اس میں انہوں نے اپنے اعجاز بیان اور جدّت فکر کے بڑے کمالات دکھائے ہیں۔

شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمود حسن مدت مکارمہم مفتی اعظم ومحدث دارالعلوم دیوبند ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم ظاہری کے ساتھ کمالات باطنی سے بھی آراستہ فرمایا ہے، درس وافتاء کے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ آپ کی مجلس دکاّن معرفت بھی ہے، جہاں سے اہل دل متاع روحانی حاصل کرتے ہیں، اور جہاں اکابر دیوبند کی روایات اضافہ فیوض ظاہری وباطنی زندہ نظر آتی ہیں، حضرت مفتی صاحب فارسی زبان کے بلند پایہ شاعر بھی ہیں، اسلئے کبھی کبھی پیکر اشعار میں سلوک ومعرفت اور حمد ونعت کے لطیف وعمیق جذبات کا اظہار فرماتے ہیں۔

چنانچہ اس سے قبل حضرت مدظلہ کا ایک مجموعہ شعری ''گلدستہ سلام'' بدرگاہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے نام سے شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے، اب یہ جدید مسدس تحمیدی، آپ کے لائق شاگرد مولانا مفتی محمد فاروق صاحب مدرس دارالعلوم میرٹھ کے ترجمہ اور سلیس تشریح کے ساتھ اہل نظر کے سامنے آرہا ہے، یقین ہے کہ طالبین حقیقت و سالکین طریق معرفت اس کو حرز جاں بنائیں گے اور اپنے قلب و روح کو گرما کر محظوظ ہوں گے۔

حررہ العبد المسکین
(حضرت مولانا قاضی) زین العابدین کان اللہ لہٗ
رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند
۱۴/ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

از شیخ عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہٗ

بیا اے دل دمے از ہستی خود ترک دعویٰ کن
میفگن چشم برصورت نظر در عین معنی کن

ترجمہ: اے دل آ! کچھ وقت کے لئے اپنی ہستی کا دعویٰ چھوڑ دے۔ظاہر پر نظر نہ کر اصل حقیقت میں غور کر۔

مبند اے خفتہ دل چشم تماشا سر فرومفگن
بعین عبرت اے خفتہ دل آخر سیر صُنع حق تعالیٰ کن

ترجمہ: اے خفتہ دل آنکھ بند کر کے سر جھکا کر مت بیٹھ،عبرت کی آنکھ سے حق تعالیٰ کی کاریگری کی سیر کر تاکہ تجھ کو حق تعالیٰ کی قدرت نظر آئے۔

چہ حاجت کز پئے خلوت روی در کنج تنہائی
بیاد دوست خود را از خیال غیر تنہا کن

ترجمہ: خلوت کے لئے گوشۂ تنہائی کی کیا ضرورت ہے، دوست (حق تعالیٰ شانہٗ) کی یاد کے ساتھ خود کو تنہا کر لے (کہ خلوت کا مقصد یہی ہے)۔

بیا درانجمن خلوت گزین واز رہ دیگر
بچشم دل جمال دوست را ہر دم تماشا کن

ترجمہ: آ انجمن میں خلوت اختیار کر اور دوسرے راستہ سے، بچشم دل جمال دوست کا ہر وقت نظارہ کر۔

(یعنی جب تو غور کرے گا تو تجھ کو ہر چیز میں اسی حق تعالیٰ شانہٗ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے جلال و جمال اور قدرت کا جلوہ نظر آئے گا)۔

☼

حقیقت توحید

موحّد چہ در پائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید وہراسش نباشد زکس
ہمین است بنیاد توحید وبس

موحّد کے پیروں میں خواہ تم سونا ڈالدو خواہ شمشیر ہندی اس کے سر پر رکھدو (دونوں برابر ہے) اس کو نہ کسی سے امید ہوتی ہے اور نہ کسی سے خوف توحید کی بنیاد یہی ہے اور بس۔

(یعنی غیر خدا سے ہر قسم کے نفع وضرر کا خیال دل سے نکال دینا ہی کمال توحید ہے۔)

مقدمہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَنُسَلِّمُ۔ امّابعد

خالق کائنات حق تعالیٰ شانہٗ نے انسان کو جوہر عقل عطا فرمایا، اور پھر علم وحی کے ذریعہ اس کو کمال بخشا، اور ارباب عقول کو اپنی مخلوقات ومصنوعات کے عجائبات میں تدبر وتفکر کا حکم فرمایا۔ اس لئے کہ: ؎

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ اٰيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے لئے نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے پر دلالت کرتی ہے: ؎

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ترجمہ: جو گھاس زمین سے اُگتی ہے، (وہ بزبان حال) وحدہٗ لاشریک لہٗ کہتی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے:

{قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ} (سورۂ یونس:۱۰۱)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں۔

اور {قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا} (سورہ سبأ:۴۶)

ترجمہ: آپ یہ کہئے کہ میں تم کو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں، وہ یہ کہ تم خدا کے واسطے کھڑے ہوجاؤ دو دو اور ایک ایک پھر سوچو۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا:

{اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَعْقِلُوْنَ} (سورۂ بقرہ: ۱۶۴)

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں، اور جہازوں میں جو سمندر میں چلتے ہیں، آدمیوں کی نفع کی چیزیں لے کر اور پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا، پھر اس سے زمین کو تر وتازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے، اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دئے، اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین وآسمان کے درمیان مقید رہتا ہے، دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ (بیان القرآن)

{ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِاُوْلِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰه قِیَاماً وَّقُعُوْداً وَعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّار } (سورۂ بقرہ: ۱۹۱)

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کیلئے جن کی حالت یہ ہو کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی لیٹے بھی، اور آسمانوں

اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا، ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں، سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔ (بیان القرآن)

{وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَناً خَالِصًا سَآئِغًا لِلشّٰرِبِيْنَ ○ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَراً وَّرِزْقاً حَسَناً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ ○ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً يَخْرُجُ مِن ۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ}

ترجمہ: اور تمہارے لئے مواشی میں بھی غور درکار ہے، اس کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان میں سے صاف اور گلے میں آسانی سے اترنے والا دودھ ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں، اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو عقل رکھتے ہیں، اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنالے اور درختوں میں اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں پھر ہر قسم کے پھلوں سے چوستی پھر، پھر اپنے رب کے رستوں میں چل جو آسان ہین، اسکے پیٹ میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کی رنگین مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے، اس میں ان لوگوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا: {اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ○}

ترجمہ: کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے درمیان میں مسخر ہو رہے ہیں، ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے اس میں ایمان والے لوگوں کے لئے چند دلیلیں ہیں۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا:

{اَفَلاَ یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ٥ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ٥ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ٥}

ترجمہ: تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے، اور آسمان کو کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے، اور پہاڑوں کو کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں، اور زمین کو کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔ (بیان القرآن)

نمونہ کے طور پر یہ چند آیتیں ذکر کر دیں، ورنہ تو قرآن پاک اس مضمون کی آیتوں سے بھرا ہوا ہے، اور قرآن پاک میں جگہ جگہ مخلوقات میں غور کرنے کا حکم کیا گیا ہے، چونکہ اس خالق کائنات قادر مطلق وحدہ تعالیٰ شانہ کی مخلوقات میں اور اس کے عجائبات میں غور کرنا اس قادر مطلق وحدہٗ لاشریک لہٗ کی معرفت کا ذریعہ ہے، جو رسوخ یقین کا سبب ہے! بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے مخلوق کو پیدا ہی اپنی معرفت کیلئے کیا ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی ہے: "کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَرَدتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ" (الحدیث)

خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

حدیث پاک سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مخلوق کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ اس خالق و مالک تعالیٰ شانہ کو پہچانا جائے، اور اس کی معرفت حاصل کی جائے، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ مستقل باب معرفت بلکہ کتاب

معرفت ہے، عالم کے جس ذرّہ میں غور کرنا شروع کیا جائے اس کے عجائبات اور حکمتوں کے چشمے ابلتے چلے جائیں گے، اور قدم قدم پر انسان اس خالق ومالک تعالیٰ شانہ وحدہٗ لاشریک لہٗ بیچوں وبیمثل کی وحدانیت اور قدرت، حکمت، علم کے لامتناہی ہونے کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگا، اور یقین کرتا جائے گا کہ یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، اسی بے مثل دیکتا حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت وکمال، جلال وجمال کا ظہور ہے، اور بس اور بے اختیار پکار اٹھے گا۔

{رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً} (سورہ اٰل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ (بیان القرآن)

مثلاً انسان اسی زمین وآسمان میں غور کرے تو معلوم ہوگا کہ گویا ایسا مکان ہے، جس میں ضرورت کی سب چیزیں جمع کردی گئیں ہیں، آسمان مثل چھت کے بلند ہے تو زمین مثل فرش کے بچھی ہوئی ہے، ستارے مثل قندیلوں اور قمقموں کے روشن کر دئے گئے ہیں، جواہر کو ذخائر کی طرح محفوظ کر دیا گیا ہے، اور انسان گویا اس مکان کا مالک ہے، اور سب چیزیں اسی کی ضروت کے لئے تیار کی گئی ہیں، نباتات اس کے منافع کے لئے اور اصناف حیوانات اسی کے مصالح کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آسمان کا رنگ بھی وہ بنایا جو نظر کے موافق اور اس کو تقویت وسرور بخشتا ہے، اگر کوئی اور رنگ ہوتا تو نظر کو اس درجہ مفید اور سرور بخش نہ ہوتا بلکہ مضر ہوتا، بادشاہ اپنے مکانوں کی چھتوں پر نقوش بناتے ہیں تاکہ اسے دیکھنے سے راحت وانشراح حاصل ہو مگر انسان اس کو بار بار دیکھتا جائے تو طبیعت اکتا جاتی ہے، مگر انسان آسمان اور اس کی زینت نجوم وقمر کو دیکھتا ہے تو فرحت اور تازگی بڑھتی ہی رہتی ہے، اور وہ وہ عجائبات سامنے آتے ہیں کہ عقل حیران رہجاتی ہے ستاروں کی حرکت اور چمک، دمک دیکھو سورج اور

چاند کو دیکھو ان کے نظام طلوع وغروب کو دیکھو اور پھر یہ تقسیم دیکھو کہ سورج کو دن میں رکھا چاند کو رات میں کس طرح ہر روز سورج نکلتا اور اپنی شعاعوں سے پوری دنیا کو جگمگاتا اور فائدہ بخشتا ہے اور کس طرح شام کو اپنی منزل طے کر کے ایک بے کس و بے بس عاجز و درماندہ کی طرح منہ چھپا لیتا ہے اور پھر صبح کو اسی آب وتاب کے ساتھ دوسری جانب جا کر مشرق سے نکل آتا ہے، اور پھر پوری دنیا کو گرماتا ہوا اپنا سفر شروع کر دیتا ہے، آخر کون ذات ہے جس کے حکم کے سامنے یہ سورج اپنی اس وسیع قوت وتوانائی کے باوجود جھکا ہوا ہے اور کون ہے جو اس کو نکالتا اور چھپاتا ہے، اور کون ہے جو اس کے نور کو بوقت شام چھینتا اور بوقت صبح واپس لوٹا دیتا ہے، اور ہر روز نئی منزل، نئے راستہ کی رہبری اور رہنمائی کرتا ہے، اور کتنی بڑی حکمتوں والی ہے وہ ذات جس نے اس کے نکلنے چھپنے کا نظام بنایا، اگر نہ چھپتا اسی طرح نکلتا رہتا تو اس کی گرمی وتپش سے مخلوق جل کر خاک ہو جاتی اگر نہ نکلتا تو دنیا اندھیر ہو جاتی اور سب کام معطل ہو کر رہجاتے کیا یہ سورج اعلان نہیں کرتا، دعوت نہیں دیتا کہ کوئی عظیم اور زبردست ذات ہے قادر مطلق علیم وحکیم جو مجھ پر قابض ومسلط ہے، اسی کا حکم اسی کی قدرت اسی کا جلال مجھ میں جلوہ گر ہے، ورنہ میں عدم محض ہوں، اور کیا یہ سورج ہر روز غروب وطلوع کے ذریعہ فنا وقیامت اور اسکے بعد بعث، حشر ونشر کی حقانیت کا نقشہ پیش نہیں کرتا؟۔

اور اس نے سورج میں حرارت چاند میں برودت رکھی اگر چاند میں بھی حرارت ہوتی تو رات میں بھی سکون وراحت میسر نہ آتی، اور سورج کے برخلاف چاند کا طلوع وغروب کا نظام رکھا، اس کا ہر روز گھٹنا بڑھنا تا کہ مہینوں اور سالوں کا حساب جانا جاسکے، کون ذات ہے جس نے سورج میں حرارت چاند میں برودت رکھی، اور کون ہے، جو ہر روز چاند میں کمی زیادتی کرتا ہے، اور اس کمی زیادتی کا جو نظام مقرر کر دیا ہے، کبھی اس میں فرق نہیں آتا، اور کون ہے جو کبھی ان دونوں کو بالکل بے نور بنا کر اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے؟۔

اور کون ہے جس نے رات دن کا نظام مقرر کیا ہے یہ دن رات آخر کیا چیز ہیں کوئی بتائے ان کی ماہیت کیا ہے؟ وہ کون زبردست قدرت والا ہے جو دن کے ذریعہ پوری دنیا کو روشن کر دیتا ہے؟ تاکہ مخلوق اپنے کام وکاج میں لگیں، اور کون ہے جو دن کی سفید و روشن چادر کو لپیٹ کر رات کی اندھیری چادر دنیا پر تان دیتا ہے، اور نہ اتنا اندھیرا کہ وحشت ہو بلکہ وحشت سے بچانے کے لئے ستاروں کو روشن کر دیتا ہے، اور نہ اتنا اندھیرا کہ مسافر راستہ نہ پاسکیں، نہ اتنی روشنی جو سکون و راحت میں مخل ہو اور پھر کون ہے جو اس اندھیری رات کو پھاڑ کر صبح کو نکال لاتا ہے، اور اندھیرے کو نور سے بدل دیتا ہے اور کون ہے جو ان کو گھٹاتا بڑھاتا ہے، دن گھٹا کر رات میں اور رات کو گھٹا کر دن میں داخل کر دیتا ہے، اور جو نظام مقرر کر دیا کبھی ذرہ برابر فرق نہیں آتا کہ کبھی دن میں یا رات میں کچھ تاخیر ہو جائے یا کوئی وقت سے پہلے آجائے کیا لیل ونہار کا یہ عجیب وغریب نظام نہیں بتاتا کہ کوئی زبردست قدرت والا ہے جو ہم پر غالب و مسلط ہے اور لیل ونہار اپنی ذات میں کچھ نہیں بلکہ اسی قادر مطلق { هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ البَاطِن } کی صفت کا ظہور ہے اور کیا رات دن کا یہ نظام اس قادر مطلق کی صفت احیاء و اماتت کا یقین نہیں دلاتا، اور کیا یہ نظام نہیں بتاتا کہ جو ذات دن کو ختم کر کے رات لانے پر، روشنی کے بدلے اندھیرے لانے پر قادر ہے اور جو رات کو ارواح کے نکالنے پر قادر ہے وہ ایک روز پوری دنیا کو اسی طرح مٹا دینے پر بھی قادر ہے، جس کو قیامت کہتے ہیں، اور جو رات کو ختم کر کے دن کے لانے، اندھیرے کو ختم کر کے اُجالا لانے پر قادر ہے، وہ ارواح کو نکال لینے کے بعد ان کو واپس لوٹا دینے پر، مرنے کے بعد اٹھانے اور زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

اور کیا یہ شمس وقمر اور ستاروں سے مزین وسیع و بے ستون آسمان اس وحدہٗ لاشریک لہ کی وحدانیت اور قدرت کو ظاہر نہیں کرتا جسے ہر کس و ناکس دیکھتا ہے جس

میں آج تک اتنا زمانہ گذرنے کے باوجود کوئی پھٹن اور کوئی شگاف تک نہیں آیا، جس میں کسی قسم کی کوئی لچک اور جھول پیدا نہیں ہوا جس کے رنگ تک میں آج تک ادنیٰ درجہ کی تبدیلی نہیں ہوئی جس میں بار بار نظر اٹھا کر دیکھنے کا ہر کسی کو حکم کیا گیا ہے۔

{فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ٥ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ٥} (سورہ ملک: ۴)

ترجمہ: سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے، پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ، نگاہ ذلیل اور ماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی۔ (بیان القرآن)

صنعت کردگار! نہ دیوانہ وار دیکھ
ہے یہ دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

کیا یہ اس کی وحدانیت اور اس کی بے انتہا قدرت وحکمت کی طرف اپنی طرف دیکھنے والوں کو رہنمائی نہیں کرتا، ضرور کرتا ہے، مگر۔

چشم بینا ہر کہ دارد در جہاں
از پس ذرہ حق بیند عیاں

جو شخص اس دنیا میں دیکھنے اور غور کرنے والی آنکھ رکھتا ہے وہ ہر ہر ذرّہ سے حق تعالیٰ شانہ کا جلوہ اس کی قدرت اس کے جلال و جمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔

اور یہ وسیع اور پرُ اسرار زمین جس کو پانی کی پشت پر رکھا گیا ہے جس میں پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دی گئی ہیں، جس میں دریا وسمندر اور سیال وجامد بے انتہا خزانے، سونے، چاندی، تیل، پٹرول، ہیرے جواہرات، حیوانات کی خوراک اور دوسری اشیاء مخلوق کے منافع کے لئے، بطور ذخائر محفوظ کر دیا، آخر اس کا بنانے والا کون ہے؟ یہ کس کی کاریگری ہے؟ یہ خزانے کس نے رکھ دئے ہیں، زمین میں یہ رخوۃ

وصلابت کس نے رکھ دی ہے، طرح طرح کے عجیب وغریب پودے کون نکالتا ہے، خشک دانہ کو پھاڑ کرکون ہرے پتے نکالتا ہے، کون اسے بڑھا کر درخت بناتا ہے، کون پھل لاتا ہے، کون پھلوں میں شیرینی وحلاوت بھرتا ہے، کون ہے جو اس میں خوش ذائقہ رکھتا ہے، کون سے راستہ سے اس میں رس بھر دیا گیا ہے، اورکس نے صورت والوان میں ذائقوں میں خواص میں امتیاز قائم کیا ہے؟ اورکون زبردست قدرت وحکمت والا ہے جس نے ذراسے بیج سے سینکڑوں من وزن کا درخت جس میں کتنے شہتیر کتنی کڑیاں کتنا سوختہ اور کتنے پھل ہیں یہ سب کچھ ایک ذراسے دانہ میں کس نے بھر دیا اور وہ کتنی زبردست قدرت وحکمت والا ہے؟ جس کی قدرت وحکمت کی کوئی انتہا نہیں، انسانی عقلیں اس کے سمجھنے سے حیران و درماندہ ہیں۔ ؎

تو دل میں تو آتا ہے عقل میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

خود انسان اپنے نفس میں غور کرے جیسا کہ قرآن حکیم میں اس کا حکم بھی فرمایا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا گیا: { وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ }

اور خود تمہاری ذات میں بھی اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔ (بیان القرآن)

کسی عارف کا مقولہ ہے: ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ'' (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) یعنی جو اپنے نفس میں اس کے عجائبات میں حکمتوں میں غور کرے گا تو وہ اپنے خالق ومالک تعالیٰ شانہٗ کی قدرت وحکمت کو پہچان لے گا۔

اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ جل جلالہٗ عم نوالہٗ نے کس طرح انسان کو نسل در نسل بعض کو بعض سے پیدا کیا، مرد وعورت کو بنایا، آپس میں کس طرح ایک دوسرے کی محبت اور

آپس میں ملاقات کرنے کے جذبات و دواعی پیدا کئے تا کہ باہم ملاقات کریں، جس سے مادۂ منویہ اصلاب واتراب سے نکال کر قرار مکین (رحم مادر) میں پہنچائے جس میں بچہ بنایا جاتا ہے اور وہاں مردوعورت دونوں کے نطفے باہم ملیں اور پھر نطفہ سے علقہ کی طرف علقہ سے مضغہ کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے پھر اس میں ہڈیاں بنادی جاتی ہیں، گوشت پہنا دیا جاتا ہے اعصاب واوتاد اور عروق کے ذریعہ اس کو مضبوط بنا دیا جاتا ہے اعضاء بنا دیئے جاتے ہیں، حواس ظاہرہ و باطنہ رکھ دیئے جاتے ہیں، دل و دماغ، معدہ، جگر وغیرہ جیسی عجیب درعجیب قوتیں اور مشینیں رکھ دی جاتی ہیں۔

سر کو مدوّر (گول) بنایا اس میں آنکھ، ناک، کان، منہ کس حسن ترتیب سے بنائے، آنکھ میں چیزوں کے دیکھنے کی قوت پیدا فرمائی، کوئی دنیا کا عقلمند بتائے کہ وہ کیا چیز ہے جس سے انسان دیکھتا ہے، اور آنکھ میں سات طبقے قائم کئے ہر طبقہ کی صفت وہئیت جدا گانہ، اگر کوئی ایک طبقہ ختم یا زائل ہو جائے تو نظر آنا ہی بند ہو جائے، اور آنکھیں بیکار ہو جائیں، اور پھر آنکھوں کے اوپر پلکوں کو بنایا جس سے مقصود آنکھ کی حفاظت بھی ہے کہ کوئی چیز اس میں نہ گر جائے، اس لئے پلکوں میں سریع حرکت رکھی، نہ بالکل بند کہ نظر ہی نہ آئے نہ بالکل کھلی ہوئی کہ کوئی چیز اس میں گر جائے، اور آنکھ کو نقصان پہنچائے بلکہ ضرورت کے مطابق، بقدر ضرورت، وقت ضرورت ان کا کھلنا اور بند ہونا رکھا، گویا ایک دروازہ ہے جو ضرورت کے وقت خود بخود کھل جاتا اور بند ہو جاتا ہے، اور پھر چونکہ پلکوں سے منہ اور آنکھ کا جمال بھی مقصود ہے اس لئے ان کو ایک خاص اندازہ پر رکھا کہ ان میں کسی قسم کی بھی کمی بیشی مضر اور انتہائی نقصان کا باعث ہے، اور پھر آنکھ کے پانی میں ایک خاص قسم کی ملوحۃ (کھاری پن) رکھا کہ اگر اس میں کوئی چیز گر جائے تو اس کو تحلیل اور ختم کر دے اور پھر آنکھ کے دونوں کناروں کو وسط

کے مقابلہ میں (قدرے) پست رکھا تاکہ اگر کوئی چیز گر جائے تو کسی ایک جانب میں پہنچ جائے اور اس کو آسانی سے نکالا جاسکے۔

اسی طرح (بھویں) جہاں وہ جمال اور خوبصورتی کا ذریعہ ہیں وہیں وہ آنکھوں کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں، اسی لئے ان کو پلکوں کے اوپر ایک خاص انداز سے بنایا گیا، نہ اتنے بڑے کہ بدنما معلوم ہوں، ان کو نقص وزیادت قبول کرنے والا بنایا تاکہ بقصد جمال ان کو گھٹایا بڑھایا جاسکے۔

پھر ہونٹوں کو منہ کے لئے پردہ بنایا جو اس دروازہ کے مثل ہے جو خود بخود بوقت حاجت کھلتا بند ہوتا ہے اور وہ مسوڑھوں کے لئے بھی پردہ ہے، دانتوں کو بھی چھپائے ہوئے ہے، اگر ہونٹ نہ ہوتے تو انسان کیسا وحشتناک ہوتا پھر یہ ہونٹ معاونت علی الکلام کا کام بھی دیتے ہیں، زبان گویائی اور مافی الضمیر کو تعبیر کرنے کے لئے ہے، اور اس کے ذمہ کھانے کے وقت غذا کا ادلنا بدلنا اور اس کا دانتوں کے نیچے ڈالنا بھی ہے، تاکہ اس کو اچھی طرح چبایا اور نگلا جائے اور پھر کس طرح دانتوں کے درمیان اس کو محفوظ کر دیا قوت ذائقہ بھی اس میں رکھ دی تاکہ صالح غیر صالح غذا کی جانچ کر سکے، اگر غذا غیر صالح ہو تو اس کو جلدی سے باہر پھینک دے، اور صالح ہو تو اندر جانے کی اجازت دے، پھر دانتوں کو ہر دو جانب، اوپر نیچے سفید چمکدار موتیوں کی طرح سرخ مسوڑھوں میں کس طرح جڑ دیا، جس سے انسان کی خوبی و جمال میں چار چاند لگ گئے اور کس طرح ان سب کو برابر اور ہموار مرتب بنایا نیچے والوں کو سیدھا اوپر والوں کو الٹا بنایا ثنایا و انیاب کو دھار دار بنایا تاکہ غذا کو ان سے کاٹا جاسکے، اور اضراس (داڑھوں) کو چوڑا بنایا تاکہ غذا کو پیسا جاسکے، اور نہ دانتوں کو بالکل ہڈی کی طرح اس طرح سخت بنایا کہ زبان وغیرہ کٹ جائے، نہ گوشت کی طرح اتنا نرم بنایا کہ غذا کو نہ چبایا جاسکے، اور پھر کوئی چیز کھاتے ہوئے ایک خاص قسم کی رطوبت پیدا ہوتی ہے جو غذا کو تحلیل وہضم

کرنے میں مفید و معین ہوتی ہے جس کی وجہ سے غذا کو بسہولت بغیر کسی دشواری کے نگلا جا سکے، اور جب کھانے سے فراغت ہو جائے تو وہ ضرورت سے زائد رطوبت خود بخود بند ہو جاتی ہے، اور زبان و مسوڑوں کو تر رکھنے کے لئے جتنی رطوبت کی ضرورت ہے وہ باقی رہتی ہے اس لئے کہ بالکل رطوبت کا ختم ہو جانا بھی انسان کیلئے مہلک ہے، اور پھر حلق میں دو راستے ایک غذا کا ایک ہوا کا رکھا، آخر وہ کون ذات ہے جو غذا کو ہوا کی نالی میں جانے سے روکتی ہے اور کبھی انسان کو متنبہ کرنے کیلئے ذرا سی غذا ہوا کی نالی میں پہنچا دی جاتی ہے تو کس طرح جان پہ بنجاتی ہے۔

اور اس قادر مطلق وحدہ لاشریک لہٗ نے چہرے کے ہر دو جانب کان بنائے اور کان کے سوراخوں میں کان کی حفاظت کے لئے ایک کڑوی زہریلی رطوبت رکھی جس سے اکثر کیڑوں وغیرہ کو جو کان میں گھستے ہیں ختم کر دیا جاتا ہے اور پھر کان کو صدفی شکل کا بنایا تا کہ آواز کو جمع کر کے سوارخ میں پہنچا دیا جائے اور اس میں حُسن بھی زیادہ ہے ادھر اس میں ایک خاص قسم کا اعوجاج رکھا کہ اگر کوئی چیز گھسنا چاہے تو دیر میں اور مشکل سے گھسا جائے اور حرکت زیادہ ہو، اور حس میں چونکہ زیادہ ہے تا کہ انسان جلد اس کو محسوس کر لے اور بیدار ہو جائے۔

ناک کو دیکھو کہ اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ نے اس کو کس طرح چہرہ کے درمیان میں بلند فرمایا کس طرح اس میں دو سوراخ بنائے اور قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) ان میں پیدا کر دی، تا کہ ماکولات و مشروبات کو بُو کے ذریعہ عمدہ غیر عمدہ ہونے کو پہچانا جا سکے، تا کہ عمدہ غذا استعمال کی جائے، اور ردی اور مضر بدبودار سے حفاظت ہو سکے، اور تا کہ عطریات کے ذریعہ قلب کو فرحت پہنچائی جا سکے۔

اور قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ نے حنجرہ (نرخرہ) بنایا خروج اصوات کے لئے اور تا کہ زبان آسانی سے گھوم سکے، حرکت کر سکے اور مجاری مختلفہ میں آواز ختم ہو جس سے

حروف مختلف ہو جائیں، اور دائرہ نطق وسیع ہو جائے، اور اس (زخرہ) کو وسعت، خشونت وملاستہ، صلابت ورخاوۃ، طول وقصر میں مختلف بناتے ہیں، اسی اختلاف کی وجہ سے آوازیں مختلف ہوگئیں، یہاں تک کہ اکثر دو آوازیں آپس میں مشابہ نہیں ہوتیں بلکہ دونوں آوازوں میں بڑا فرق ہوتا ہے کہ انسان آواز سننے کے ساتھ ہی پہچان لیتا ہے کہ کس کی آواز ہے، جس طرح انسانوں کی صورتیں جُدا جُدا بنائی ہیں۔

اور اس قادر مطلق نے کس طرح دو ہاتھ بنائے اور کس طرح ان دونوں کو جلب منافع اور دفع مضار کی طرف رہنمائی کی۔

ہتھیلی کو چوڑا بنایا انگلیاں بنائیں، ہر انگلی میں تین تین جوڑ (پورے) بنائے، چار انگلیاں ایک طرف اور ابہام (انگوٹھا) دوسری جانب رکھا، تاکہ کسی چیز کو آسانی کے ساتھ پکڑا جاسکے، لیا دیا جاسکے، اور پانچوں انگلیاں ایک ہی جانب ہوتیں تو ہرگز یہ مقصد حاصل نہ ہوتا، اور ہر انگلی کو بڑا چھوٹا، موٹا پتلا ہونے میں مختلف رکھا، اگر سب یکساں برابر ہوتیں تو بھی یہ مقصد فوت ہو جاتا، نہ اس کو بوقت ضرورت بند کیا جاسکتا نہ کھولا جاسکتا نہ کوئی چیز پکڑی جاسکتی، اب کبھی یہ ہاتھ آلہ ضرب بنتا ہے، کبھی چمچہ اور برتن کا کام دیتا ہے، کبھی تکیہ بنتا ہے، اور کتنے کام انجام دیتا ہے، اگر موجودہ صورت سے سر مو فرق ہوتا تو ہرگز یہ منافع حاصل نہ ہو سکتے، دنیا بھر کے عقلاء جمع ہو کر ذرا موجودہ صورت کے خلاف کوئی بہتر صورت ثابت کر کے دکھائیں تو جانیں۔

اور پھر انگلیوں میں ناخن بنائے، جہاں وہ خوبصورتی کا ذریعہ ہیں ساتھ ساتھ باریک سے باریک چیز کو ان کے ذریعہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور بدن کے کسی حصہ میں کھاج لگے تو ان کے ذریعہ کھجایا جاتا ہے، اور سونے کی حالت میں بھی کھاج لگے تو فوراً یہ کھجلانے کے لئے دوڑتے ہیں، اور پھر ناخنوں کو نہ زیادہ ہڈی کی طرح سخت بنایا گیا نہ زیادہ نرم، اگر زیادہ سخت ہوتے تو بدن کو مضر ہوتا بدن کو زخمی کر دیتے، زیادہ نرم

ہوتے تو موجودہ فوائد حاصل نہ ہوتے، آخر یہ کس کی کاریگری ہے دنیا بھر کے حکماء وعقلا جمع ہو کر ناخُن کی موجودہ صورت سے سر مو فرق کر کے موجودہ صورت سے زیادہ نافع ہونا ذرا ثابت کر کے دکھائیں، عقلیں اس قادر مطلق کی کاریگری میں حیران ہیں، اگر ناخُن نہ ہوتے اور انسان کو کھاج لگتی تو کس طرح کھاج کو دفع کرتا، اور کون سی چیز ناخن کے قائم مقام بنتی۔

پھر اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ نے انسان کی رانوں اور پنڈلیوں کو دراز کیا، قدموں کو، بچھایا ان میں انگلیاں بنائیں تا کہ پیروں کے ذریعہ چلا اور دوڑا جا سکے، اور اس طرح جوڑ بنائے جس طرح چاہے تیز آہستہ چلے، جس طرح چاہے، بیٹھ جائے، اگر جوڑ نہ ہوتے تو بیٹھنا ممکن نہ ہوتا، چلنا دوڑنا سہل نہ ہوتا، اور سرین اور رانوں پر گوشت زیادہ پیدا کیا تا کہ بیٹھنے میں زمین کی سختی سے اذیت نہ ہو، شرمگاہوں کو پوشیدہ مقامات میں رکھا، اور کیسی ان میں قوت وصلاحیت پیدا کی کہ پائخانہ و پیشاب ان کے ذریعہ نکالا جا سکے، اور ضرورت کے وقت راستہ کشادہ کر دیتا ہے کہ پائخانہ و پیشاب کرنے میں ذرا دشواری نہ ہو اور فراغت کے بعد پھر ان پر بند لگا دیتا ہے، کہ ہر وقت پائخانہ، پیشاب بہتا نہ رہے، ایسی جگہ میں ان کو پیدا کیا کہ بآسانی بیٹھ کر فراغت کی جا سکے، اور بدن کا کوئی حصہ نجس نہ ہو، دوسرے کسی حصہ میں ان مقامات کا تصور کرو انسان کا کیا نقشہ ہوتا، انسان کے عضو مخصوص کو دیکھو کہ نہ بالکل سخت لکڑی اور ہڈی کے مثل بنایا، ورنہ عورت کا مقام نازک زخمی ہو جاتا، نہ بالکل نرم بنایا کہ دخول ہی نہ ہو سکے نہ ہمہ وقت مستقیم واستوار بنایا کہ بدنما معلوم ہو، نہ ہمہ وقت منخفض کہ مقصد بھی پورا نہ ہو، بلکہ ایک وقت اس میں سختی ہے اور استقامت واستواری اور دوسرے وقت انخفاض، اور کس طرح اس میں مادۂ التذاذ بھر دیا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان اس فعل کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتا، اور نہ توالد وتناسل کا یہ سلسلہ

ہوسکتا، غرض کہ انسان اپنے جس حصہ جس جوڑ جس عضو پر غور کرے اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ کی وحدانیت اس کی بے انتہا قدرت وحکمت کا مشاہدہ کرے گا، اور یقین کرے گا کہ یہ سب اسی قادر مطلق تعالیٰ شانہ کی کاریگری ہے، اسی کی قدرت وکمال کاظہور ہے ورنہ تو اس کی اصل سب جانتے ہیں کہ منی کا ناپاک قطرہ اب اس ناپاک قطرہ کے ذریعہ یہ حساس وناطق سننے دیکھنے سونگھنے والا انسان چیزوں کا خیال وتصور کرنے والا انسان، یہ طاقت وقوت، دنیا کی بڑی بڑی قوتوں کو اپنے زیر اثر کر لیتا، اور اپنا قبضہ وتسلط جمالیتا ہے، اگر یہ سب کچھ اس قادر مطلق کی قدرت کاظہور نہیں تو اور کیا ہے، اسی طرح پورے عالم میں اس وحدہ لاشریک لہٗ کی قدرت اس کی وحدانیت اس کے جلال وجمال کے ظہور کے سوا آخر کیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی ہیں، ورنہ تو کسی ایک ذرہ کی مصالح وعجائبات انسان کے احاطہ ادراک میں نہیں آسکتیں، ایک ذرہ پر دفتر تمام ہوسکتے ہیں مگر اس کی مصلحتوں کا بیان ختم نہیں ہوسکتا، ہاں انسان جتنا غور کرے گا تو اس کی حکمتیں اور عجائبات سامنے آتے جائیں گے اور اس سے اس کے بنانے والے کی وحدانیت اور قدرت وحکمت کے لامتناہی ہونے کا اندازہ ہوگا، اسی لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ مخلوقات ومصنوعات میں غور کرنے کا حکم فرمایا گیا، اور غور کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے، غور نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔

فرمایا گیا ہے: { وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ }

ترجمہ: اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ (بیان القرآن)

اسلئے کہ عالم اور عالم کی مصنوعات اور مصنوعات کے ذرات میں غور کرنا معرفت

توحید کی کنجی ہے جو اصل ایمان اور دین ومذہب کی بنیاد بلکہ بنیاد کی بھی خشتِ اول ہے اگر اسے صحیح کرلیا گیا تو دین وایمان صحیح ہوگیا، اور جتنا توحید میں نقص ہوگا، اسکے ایمان میں بھی اتنا ہی نقص ہوگا، بلکہ نقص توحید کے ساتھ دعویٰ ایمان ہی درست نہ ہوگا۔ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج

تاثریا میرود دیوار کج!

معمار اگر پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دے، دیوار اگر ثریا تک بھی جائے ٹیڑھی ہی جائے گی۔

زبدۃ العارفین، عمدۃ الکاملین والواصلین، غواص بحر المعرفۃ والتوحید، فقیہ الامت سیدی، مرشدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ واعلی اللہ مراتبہ فی الجنۃ، صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے توحید ومعرفت کے مضمون کو نظم میں بیان فرمایا ہے، اور ایک ایک شعر میں دریا کا دریا سمو دیا اور بھر دیا ہے، اگر اس کو سالکین معمول بنا کر ہر روز ذوق وشوق سے پڑھیں تو ان شاء اللہ بڑا نفع ہوگا، اور مطلوب تک رسائی میں بڑی مدد ملے گی، اور رہر ہر شئے میں اسی محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کا جلوہ دیکھے گا۔

بقول شیخ فرید الدین عطارؒ نور اللہ مرقدہٗ وبرد اللہ مضجعہٗ ؎

شد جہاں آئینہ رخسار دوست

ہر دو عالم درحقیقت عکس اوست

دنیا محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے جلال وجمال قدرت وکمال دیکھنے کا آئینہ ہے، دونوں جہاں حقیقت میں اسی محبوب تعالیٰ شانہٗ کا عکس ہے۔

اور سالک صادق جب اس نظم میں غور کرے گا تو گویا مشاہدہ کرے گا کہ عالم کا ہر ذرّہ اس قادر مطلق تعالیٰ شانہٗ کا ہی ثنا خوان اور تسبیح گو ہے۔

جس کو قرآن پاک نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

{وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّاتَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا} (بنی اسرائیل: ۴۴)

ترجمہ: اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے۔ (بیان القرآن)

{وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ الآیۃ}

ترجمہ: اور رعد اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے، اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ (بیان القرآن)

اس لئے یہ نظم حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے مگر اصل نظم چونکہ فارسی میں ہے جس سے فارسی داں حضرات ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے، اس لئے اس کا اُردو میں ترجمہ کر دیا گیا تا کہ اُردو داں حضرات بھی اس سے نفع اٹھا سکیں اور ایک ظلوم وجہول، غریق عصیاں اسیر حرص وہوا مہجور ومحروم نے ترجمہ کی جرأت وجسارت اس لئے کی کہ کیا بعید ہے کہ وہ محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ اس کی برکت سے اس مہجور کو بھی اس دولتِ عظمیٰ کا کچھ حصہ نصیب فرما دیں۔ ع

برکریماں کارہا دشوار نیست
داد او را قابلیت شرط نیست
بلکہ قابلیت شرط داد ویست

درحقیقت یہ ترجمہ حضرت والا نوراللہ مرقدہٗ کا ہی فیض ہے، اور اس میں جو غلطی وکوتاہی اس ناکارہ کی طرف سے ہوئی ہو، خدائے پاک اس کو معاف فرما کر قبول فرمائیں، اور عوام وخواص کو پورا پورا نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

فقط

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم علیٰ سَیِّدنَا وَمَولانَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ
وَعلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْن

☼☼☼

نغمۂ توحید

اللہ

حمد اعلیٰ بہر رب العالمین نعت اولیٰ بہر ختم المرسلین
کرد ساقیٔ کوثر شفیع المذنبین کرد باطل کفر وشرک مبطلین
داد توحید خدائے وحدہٗ
اللہ، اللہ ھُو اللہ ھُو !!!

اعلیٰ درجہ کی تعریف رب العالمین کے لئے ہے، بہترین نعت ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے ہے۔

اور اولیٰ اگر بمعنی افضل لیں تو ترجمہ یہ ہوگا کہ بہترین نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے، اور اولیٰ لائق وسزاوار کے معنی میں لیں تو ترجمہ ہوگا کہ نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی لائق وسزاوار ہے، (اس صورت میں نعت بغیر اضافت کے پڑھا جائے گا۔

وہ خدا وحدہ شریک لہٗ جس نے شفیع المذنبین (گنہگاروں کی سفارش کرنے والا) صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر کا ساقی بنایا، جنہوں نے باطل پرستوں کے کفر وشرک کو ملیا میٹ کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی توحید کا سبق دیا کہ وہ اللہ تنہا ہے، اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

کہہ دو! بات یہ ہے کہ اللہ ہر لحاظ سے ایک ہے، اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور اس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں۔

بود تنہا کنز مخفی بے نشاں — نے قمر، نے شمس واختر نے زماں
نے ملائک نے زمیں نے آسماں — لوح، کرسی، عرش اعلیٰ بُد نہاں
بحر وحدت کرد جاری آبجو
اللہ، اللہ ھُو اللہ ھُو !!!

وہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ تنہا بے نشاں مخفی خزانہ تھا، نہ چاند تھا نہ سورج نہ ستارہ نہ زمانہ۔

نہ فرشتے نہ زمیں نہ آسماں، لوح، کرسی اعلیٰ سب پوشیدہ تھے۔

بحر وحدت نے نہر کو جاری کیا، جس کی روانی یہ صدا دیتی ہے کہ وہ اللہ اکیلا ہے تنہا ہے کوئی اس کا شریک کار نہیں۔

فائدہ: اشارہ ہے ''وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ'' کی طرف۔

فائدہ: ''بود تنہا کنز مخفی بے نشاں'' حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے:

''كُنْتُ كَنْزاً مَخْفِيًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ الحدیث'' میں مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اسلئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اللہ

آبجو از بحر وحدت شد رواں ابر رحمت از کرم شد درفشاں
یافت ہستی از عطایش کل جہاں جذب عشق از فطرت ہر شی عیاں
غلغلہ افتاد از آں دم چار سو
اللہ، اللہ ھُو اللہ ھُو !!!

دریائے وحدت سے نہر جاری ہوئی، اسکے کرم سے ابر رحمت نے درفشانی کی۔
اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عطا و بخشش سے تمام دنیا نے وجود پایا۔
ہر شئ کی فطرت سے جذب عشق ظاہر ہے، چونکہ ہر شئ کو اپنے محسن سے عشق ہوتا ہے، خدائے پاک جو اتنا بڑا محسن ہے کہ ہر شئ کو بلا استحقاق وجود بخشتا ہے، اسلئے ہر شئ ہر ذرہ فطری طور پر اس سے عشق رکھتا ہے، بجز اسکے کہ فطرت ہی مسخ ہو جائے۔
اسی لئے ہر چہار جانب **اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو**، کا غلغلہ پڑا ہوا ہے، یعنی ہر شئ ہر ذرہ اپنے محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے عشق میں مست و دیوانہ ہے اور زبانِ حال سے **اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو**، کی رٹ لگائے ہوئے ہے جس کی وجہ سے چاروں طرف اسی کا شور ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ؎
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست
بذکرش ہر چہ بینی درخروش است ولے داند دریں معنی کہ گوش است
اس کے پھول پر فدا بلبل ہی تسبیح خواں نہیں ہے۔
بلکہ ہر کانٹا اس کی تسبیح میں رطب اللساں ہے۔

جس چیز کو بھی تو دیکھے اس کے ذکر میں مشغول ہے۔
لیکن اس معنیٰ کو وہ شخص جانتا ہے جو معرفت کے کان رکھتا ہے۔

هرچه بینی از زمین و آسماں　هرچه دانی از نہان و از عیاں
هرچه باشد از همہ کون و مکاں　هرچه هست از عرض و جوهر جسم و جاں
هست قائم در وجود از عشق او
اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو!!!

زمین و آسمان میں سے تو جو کچھ بھی دیکھتا ہے، ظاہر و پوشیدہ میں سے تو جو کچھ بھی جانتا ہے۔

تمام کون و مکان میں جو کچھ بھی ہے اور جو کچھ ہوسکتا ہے عرض و جوہر جسم و جاں میں سے جو کچھ بھی موجود ہے۔

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے عشق سے ہی وجود میں قائم ہے، گویا عشق خداوندی ہر شئ کے لئے روح کا درجہ رکھتا ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو وجود ہی ختم۔

شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ؎

شد محبت روح و عالم جملہ تن
گر نباشد جاں چہ کار آید بدن

کہ اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی محبت روح ہے اور جملہ عالم بدن ہے، اگر جان نہ ہو تو بدن کس کام آئے، اور کس طرح باقی رہے۔

گویا تمام عالم حق تعالیٰ شانہ کی محبت سے ہی قائم ہے۔ اس کی محبت کے بغیر تمام عالم مردہ بدن کی طرح ہے۔

اور جب ہر شئے کا یہ حال ہے تو بے اختیار زبان سے اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو، نکلنا چاہئے۔

اللہ ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

در ستایش محمل قدّوسیاں　　در ثنایش محفل کرّوبیاں

حاملان عرش اعظم یک زباں　　در پس جبریل ہاتف خوش بیاں

ہست تسبیح ملائک ذکر او

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو ،!!!

اس خدائے وحدہ لاشریک لہٗ کی ثنا میں مقرب فرشتوں کی جماعتیں مشغول ہیں، مقدس فرشتوں کی جماعتیں اس کی تعریف میں لگی ہوئی ہیں۔

اور ہاتف خوش بیاں جبرئیل علیہ السلام کے پیچھے عرش اعظم کو اٹھانے والے فرشتے سب یک زبان ہیں، یعنی سب ایک ہی ذکر میں مشغول ہیں، اور اس کا ذکر ہی فرشتوں کی تسبیح ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

قرآن حکیم میں : {وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ} (سورۂ الرعد:۱۳)

ترجمہ: اور رعد اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔(بیان القرآن)

اللّٰہ

نخلِ طوبیٰ برگ و بارش بے مثیل — آب می نوشد زنہرِ سلسبیل
راحت جسم است آن ظلِ ظلیل — فرحتِ روح است آن فیضِ جمیل

طائرِ لاہوت بروے نغمہ گو

اللّٰہ، اللّٰہ ھُو، اللّٰہ ھُو،!!!

طوبیٰ کا درخت جس کے پتے اور پھل بے مثال ہیں، جو نہرِ سلسبیل سے سیرابی حاصل کرتا ہے۔

اس کا لمبا اور گہرا سایہ جسم کے لئے راحت ہے، اس کا بہترین فیض روح کی فرحت کا ذریعہ ہے۔

لاہوتی پرندہ اس پر یوں نغمہ سنجی کر رہا ہے کہ:

اللّٰہ، اللّٰہ ھو، اللّٰہ ھو!!

اللّٰہ

آسماں دارد نجوم بے شمار — ہر یکے روشن زنورِ کردگار
آفتابش از جلالش شعلہ بار — ماہتابش از جمالش گلِعذار

ہر یکے در محورش در گفتگو

اللّٰہ، اللّٰہ ھُو، اللّٰہ ھُو،!!!

آسمان میں بے شمار ستارے ہیں، ہر ایک پروردگار کے نور سے روشن ہے۔

اس کا آفتاب اس خدائے وحدہٗ ذوالجلال کے جلال ہی کی وجہ سے شعلہ بار (آگ برسانے والا) ہے، اور اس کا ماہتاب اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے جمال ہی کی وجہ سے گلعذار (گلاب جیسے رخسار والا) ہے۔

ہر ایک اپنے اپنے محور (گھومنے کی جگہ) میں کہنے میں مشغول ہیں۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

موج خوش در بحر ناپیدا کنار سرفراز د جانب مہ بار بار
ہم نظر دارد قمر بر آبشار ربط مخفی درمیاں شد آشکار
قطرہ قطرہ می سراید سو بسو

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!!

مگن موج ناپیدا کنار دریا میں، چاند کی جانب بار بار سر اٹھاتی ہے۔

چاند بھی آبشار پر نظر رکھتا ہے، ان کا باہمی مخفی تعلق ظاہر ہو گیا۔

کہ موج دریا چاند پر عاشق ہے، اور دریا کے آبشار پر چاند بھی نظر رکھتا ہے، اس لئے کہ محبوب کو بھی اپنے عاشق سے تعلق ہوتا ہے، اس وجہ سے خوشی اور جوش عشق میں دریا کی موجیں چاند کی طرف بار بار اٹھتی ہیں۔

سائنس کا نظریہ یہ ہے کہ چاند کی کشش سے سمندر میں جوار بھاٹا ہوتا ہے۔

قطرہ قطرہ سو بہ سو گاتا ہے، یعنی دریا کا ایک ایک قطرہ خوشی اور مستی میں اس کو پڑھتا ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

سرو در گلشن نمایاں در علُو در درختاں بیش دارد آبرو
آب رحمت آسماں ریزد برو شاخ شاخش برگ برگش شستہ رو
نغمۂ قمری بر آں حق سرّہ

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو!!!

سروتمام گلشن میں بلندی میں ممتاز ہے، سب درختوں میں زیادہ باآبرو ہے۔
آسمان اس پر آبِ رحمت برساتا ہے، اسکی شاخ شاخ، پتہ پتہ کا چہرہ دُھلا ہوا ہے، اسکی بلندی کیوجہ سے زمین کا گردوغبار وہاں تک نہیں پہنچ پاتا، نہ عام جانور اس پر بیٹھتے اور گھونسلہ وغیرہ بناتے ہیں۔ جسکی وجہ سے اسکی ایک ایک شاخ، پتہ، پتہ، صاف ستھرا رہتا ہے۔
اس پر قمری (پرندہ) کا نغمہ حق سرّہ ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

در گلستاں عندلیب خوش گلو   نالہ کردے بر گلاب شعلہ رو
برگ درمنقار حسب آرزو   باز ہم شام وسحر در جستجو
گوش کردم نعرہ ہا از صوت اُو

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

باغ میں خوش آواز بلبل، خوبصورت گلاب پر نالہ وفریاد کرتی ہے۔
چونچ میں حسب خواہش پتہ لئے ہوئے، پھر بھی شام وسحر (ہروقت) جستجو میں لگی ہوئی ہے۔ یعنی اپنے محبوب ومعشوق گلاب سے ہم آغوش ہو کر بھی سیر نہیں ہوتی بلکہ پھر بھی برابر جستجو میں لگی رہتی ہے۔
میں نے اس کی آواز سے اس کے نعروں کو سنا کہ، وہ اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو، کا نعرہ لگا رہی ہے۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ کی حمد کر رہی ہے کہ اس پاک پروردگار نے کیسا حسین وخوبصورت خوشبو میں بسا ہوا، کیسا نازک بدن گلاب بنایا اور پیدا فرمایا ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

شمع در محفل ہمہ شب اشکبار میکند پروانہ بروے جاں نثار
رونماید چوں سحر در انتظار شمع ہم یکبار گرد د جاں سپار
رمز عشق از شمع و پروانہ بجو
اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

شمع محفل میں تمام رات اشکبار رہتی ہے، پروانہ اس پر جاں نثار کرتا ہے۔
جب صبح انتظار کے بعد ظاہر ہوتی ہے شمع بھی یکبارگی جان قربان کر دیتی ہے۔
عشق کا راز شمع و پروانہ سے ڈھونڈ۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

فائدہ: شمع چونکہ صبح پر عاشق ہے، اس کے فراق میں بے چین و بیقرار رہتی ہے اور اس کے وصال کے انتظار میں روتی رہتی ہے اور جب صبح نمودار ہوتی ہے اور شمع کو اپنے محبوب کا وصال میسر آتا ہے تو کمال شوق وصال میں اپنی جان قربان کر دیتی ہے اور اپنی جان کا ندرانہ پیش کر کے اپنے کمال عشق کا ثبوت دیتی ہے، ادھر پروانہ جو شمع پر عاشق اور فریفتہ ہے، وہ اپنے محبوب پر کمال شوق وصال میں اپنے بال و پر قربان کر کے اپنی ننھی سی جان بھی اس پر نثار کر دیتا ہے اور اس طرح اپنے کمال عشق کا مظاہرہ کرتا ہے۔

یہ ہے حقیقت میں عشق کہ اپنے محبوب کے سامنے اپنے وجود کو ہی فنا کر دے، پس شمع و پروانہ سے عشق کا راز جاننا اور سمجھنا چاہئے کہ ہم اپنے خالق و مالک حق تعالیٰ شانہٗ سے عشق و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ادنیٰ درجہ کی قربانی تک پیش نہیں کرتے یہاں تک کہ اس کی نافرمانی تک سے باز نہیں آتے، یہ کیسا عشق ہے؟ کیسی محبت ہے؟۔

دوش گفتم با گلے اے خوب رو　　از کجا آوردۂ ایں رنگ و بو
این لطافت ایں نظافت نرم خو　　ایں قبائے چاک ہم از چارسو
خندہ کرد وگشت محو ہاؤ ہو
اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

میں نے پھول سے کل شب کہا کہ اے خوب رو، یہ رنگ و بو تو کہاں سے لایا ہے۔
یہ نزاکت یہ پاکیزگی یہ خوش مزاجی، یہ قبا جو چاروں طرف سے چاک ہے، (کہاں سے لایا)۔
ہنسا (کھل گیا) اور ہاؤ ہو میں محو ہو گیا، اور کہنے لگا:

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!!

یعنی یہ لطافت و نظافت یہ رنگ و بو یہ خوبی اور پاکیزگی اللہ نے بخشی ہے یہ سب اسی کی قدرت کا ظہور ہے۔ میں اسی پر عاشق اور فریفتہ ہوں، اور اسی کی حمد کے گن گا رہا ہوں۔
اسی معنی میں حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہٗ کا اُردو کا ایک شعر ہے:

پھول سے میں نے کہا اے خوبرو　　لے اڑا تو کہاں سے یہ رنگ و بو
ہنس کے بولا اتنا بھی سمجھا نہ تو　　اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!

زرع روید از عطا ہائے سحاب　　دانہ فوزد از شعاع آفتاب
ورد شگفد از سخاء ماہتاب　　می برد باد صبا فیض گلاب
کار فرما در ہمہ شیٔ امراو
اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

(بظاہر) بادل کی عطاء و بخشش سے کھیتی اُگتی ہے، آفتاب کی شعاعوں سے دانہ پکتا ہے بڑھتا ہے۔

ماہتاب کی سخاوت سے گلاب کھلتا ہے، صبح کی ٹھنڈی ہوا گلاب کا فیض (خوش بو) اڑا لے جاتی ہے، مگر یہ سب چیزیں ظاہری اسباب ہیں۔

(حقیقتاً) ہر شئ میں اس وحدہ لاشریک لہٗ کا حکم جاری ہے، اسی نے ان چیزوں کو سبب بنایا ہے اور ان سب میں تاثیر بھی اسی نے رکھی ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!!

میوزد باد بہاری در چمن | آسماں ریزد برو در عدن
برگھاوَ شاخہا زو نغمہ زن | سبزہ سبزہ در ثنائے ذوالمنن

حیف باشد گرنۂ اسرار جو

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

چمن میں باد بہاری چلتی ہے، آسمان اس پر عدن کے موتی برساتا ہے (بارش برساتا ہے)۔

اس کی وجہ سے اس کے پتے اور اس کی شاخیں نغمہ زن ہیں، اس کا سبزہ سبزہ اس احسانات والے خدا کی تعریف میں مشغول اور نغمہ سنجی کر رہا ہے۔

اگر تو ان بھیدوں کا متلاشی وطلبگار نہیں ہے تو تجھ پر سخت افسوس ہے۔

یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ خالق کائنات کو پہچانتا ہے، اور اس کی حمد وثنا میں مشغول ہے، اور انسان! انسان! ہو کر صاحب عقل ہو کر بھی خالق کائنات کو پہچان کر اس کے عشق ومحبت کا دم نہیں بھرتا تو انتہائی افسوس کی بات ہے۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!!

تیغ ابرو زلف دو تا ہیچ نیست　　چشم میگوں لب شکر زا ہیچ نیست
رنگ شیریں نقش لیلیٰ ہیچ نیست　　مہ جبیں حسن سراپا ہیچ نیست

حسن ہر شئ مظہر انوار او

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

تلوار جیسی لمبی زلفیں کچھ نہیں ہیں، شراب بھری آنکھیں شیریں لب کچھ نہیں ہیں۔

شیریں کا رنگ لیلیٰ کا نقشہ کچھ نہیں ہے، چاندسی صورت قد کی خوبصورتی کچھ نہیں ہے۔

ہر ہر شئ کے حسن میں اسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے انوار کا ظہور ہے (ہر شئ مثل آئینہ کے اس کے حسن و جمال اور اس کی قدرت وکمال کو ظاہر کرتی ہے)

یعنی حسین انسان کی حسین ابرو جو تلوار کی طرح خمیدہ ہیں اور اس کی لمبی لمبی حسین و دلفریب زلفیں محبوب کی نیم باز آنکھیں گویا ان میں شراب کا نشہ بھرا ہوا ہے۔

محبوب کے شکر کی طرح شیریں لب گویا ان میں شکر کا مٹھاس بھرا ہوا ہے۔

شیریں محبوبہ کا رنگ و جمال جس پر فرہاد قربان ہوا اور اس کو حاصل کرنے کیلئے پہاڑ کھود کر اس میں دودھ کی نہر جاری کی۔

اسی طرح لیلیٰ کا نقش ونگار جس پر مجنوں مجنوں ہوگیا۔

یہ سب چیزیں اپنی ذات میں کچھ نہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے۔

اسی نے یہ نقش ونگار، حسن و جمال بخشا ہے۔

پس اسی خالق کائنات پر انسان کو قربان ہونا چاہئے اور بس!۔

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

شکر نعمت بر ہمہ کس واجب است　　شکر نعمت نعمتے را جالب است

کفر نعمت نعمتے را سالب است　　کفر نعمت از عطایا حاجب است

شکر نعمت قدر نعمتہائے او

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے انعامات واحسانات کا شکریہ ہر شخص پر واجب ہے، نعمتوں کا شکر ادا کرنا نعمتوں کو کھینچے والا ہے۔

نعمتوں کی ناشکری سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں، نعمتوں کی ناشکری بخششوں کو روک دیتی ہے (حجاب بن جاتی)۔

اس کی نعمتوں کا شکر، اس کی نعمتوں کے بقدر ہی لازم ہے اور اس کی نعمتیں لامتناہی ہیں، پس اسی درجہ شکر بھی لازم ہے، اور انسان اس سے عاجز ہے۔

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

فائدہ: اس شعر میں اس آیت پاک کی طرف اشارہ ہے:

{لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ}

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ (بیان القرآن)

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی نعمتوں کا شکر اس کی نعمتوں کے بقدر واجب ہے، اور اس کی نعمتیں بے شمار ہیں۔

{وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا}

ترجمہ: اور اللہ کی نعمتیں اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے ۔(بیان القرآن)

جب ان نعمتوں کا شمار کرنا ہی انسان کی طاقت سے باہر ہے، تو شکر کرنا تو بدرجہ اولیٰ طاقت سے باہر ہے، اور سب نعمتوں کا شکر تو کجا اس کی ایک ادنیٰ نعمت کا شکر بھی زندگی بھر ادا نہیں ہو سکتا، زندگی بھر کی مخلصانہ نمازیں اور پرخلوص سجدے اس کی ادنیٰ نعمت کے شکر کی برابری نہیں کر سکتے ، اور کر بھی کیسے سکتے ہیں، انسان نماز پڑھتا ہے سجدے کرتا ہے اس کا ذکر کرتا ہے تو یہ خود اس کا مستقل احسان ہے کہ اس نے نماز پڑھنے سجدہ کرنے ذکر کرنے کی توفیق دی اس پر مستقل شکر واجب ہے اور وہ شکر بھی اس کی توفیق وعنایت سے ہی ہوگا اس پر مزید شکر واجب اور ضروری ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر اس نے ایک دفعہ بھی اپنا مبارک نام لینے کی توفیق دی تو یہ اس کریم کا اتنا بڑا احسان ہے کہ ہزاروں سجدے بھی کئے جائیں تو اسی کا شکر ادا نہ ہو، کہاں اس کا مبارک نام کہاں یہ ناپاک زبان ناپاک جسم اس کریم نے اس گندگی بھرے انسان کو گندی زبان سے اپنا پاک نام لینے کی اجازت ہی دے دی یہی اتنا بڑا احسان ہے کہ انسان مر مٹے اور قربان ہو جائے ۔

ہـزار بار بشوئیم دہان زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمـال بے ادبی است

ہزار بار بھی اگر منہ کو مشک وگلاب سے دھویا جائے تو بھی یہ منہ اس لائق نہیں کہ اس کا پاک نام لیا جائے، بلکہ سخت بے ادبی ہے ۔

اور اس کریم آقا کے بے شمار احسانات میں سے ہر ایک احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کے شکر کی ادائیگی میں انسان پوری زندگی گذار دے، بلکہ قیامت تک بھی اگر شکر ادا

کرتا رہے، بلکہ ہزار قیامتیں بھی ہوں، اور ہر دفعہ اسکو پوری زندگی ملے، اور پوری زندگی اسی ایک نعمت کے شکر میں گذار دے تب بھی اس کے شایانِ شان شکر نہیں ہوسکتا، تو جب انسان اسکی ادنیٰ نعمت کا شکر کرنے سے بھی عاجز ہے تو ضروری ہے کہ اپنے عجز وقصور کا اعتراف کرتا رہے، اور اپنی عبدیت وعاجزی اس خالق مالک تعالیٰ شانہ کے دربار میں پیش کرتا رہے، اور معافی طلب کرتا رہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

زدست وزبان کہ برآید
کز عہدۂ شکرش بدر آید
بندہ ہماں بہ کہ از تقصیر خویش
عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزا وار خدا وندیش
کس نتواند کہ بجا آورد

کس شخص کے ہاتھ اور زبان سے یہ ہوسکتا ہے کہ اس کے شکر کی ذمہ داری سے نکل آئے، یعنی اس کا شکر پورے طور پر ادا کرسکے، کسی سے نہیں ہوسکتا، بندہ وہی بہتر ہے کہ اپنی کوتاہی کا عذر خدائے پاک کی بارگاہ میں پیش کرے کہ پروردگار میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں، ورنہ تو اس خدائے پاک کے شایان شان شکر کوئی شخص ادا نہیں کرسکتا۔

مگر انسان کتنا ناشکرا، کتنا دلیر اور جری ہے کہ اس مالک کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے گویا سراپا احسان ہی احسان ہے، اس کے احسانات کے سوا انسان میں اور ہے بھی کیا، اس کی زمین پر رہتا ہے اس کے آسمان کے نیچے چلتا ہے، اس کے چاند وسورج، ہوا، پانی سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور اسی کی دی ہوئی دولت اسی کریم آقا کے حکم

ومرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے، حالانکہ اپنے کو اس کی قدرت کے پنجہ میں گھرا ہوا بھی جانتا ہے کہ وہ جب چاہے پکڑ مارے۔

{رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ} (سورہ اعراف:۲۳)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔(بیان القرآن)

پس بندہ پر لازم ہے کہ اپنے کو قصوروار سمجھ کر ہر وقت توبہ واستغفار میں مشغول رہے۔

حضرت حق درسرت دو شمع داد　　درد ماغت جوہر عقلی نہاد

سینہ ات از فقہ وتقوی کرد شاد　　تا نماند اشتباہ جور وداد

ذکر حق از شکر نعمتہائے او

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

حضرت حق تعالیٰ شانہٗ نے تیرے سر میں دو شمع (آنکھیں) رکھی ہیں (تاکہ تو محسوسات کو دیکھ سکے) اور تیرے دماغ میں عقل کا جوہر رکھ دیا (تاکہ تو غیر محسوسات کو سوچ سکے) اور تاکہ تو ان دونوں روشنیوں کے ذریعہ محسوسات اور غیر محسوسات کے ہر ہر ذرہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی وحدانیت کے آثار اور اس کی قدرت وکمال اور حسن وجمال کا مشاہدہ کر سکے۔

اور اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے تیرے سینہ کو سمجھ اور تقویٰ سے مزین کر دیا، (یعنی فقہ وتقویٰ، سمجھ داری و پرہیزگاری کی صلاحیت تیرے سینہ میں رکھ دی)

تا کہ ظلم اور انصاف کے درمیان تو فرق کر سکے۔
حق تعالیٰ شانہٗ کا ذکر کرنا بھی اس کی نعمتوں کا شکر ہے،

اللہ، اللہ ھو، اللہ، ھو!!!

یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کا ذکر جو خود مستقل بہت بڑا احسان ہے، بلکہ اس کی توفیق ہی بہت بڑا احسان ہے، مگر قربان جائیے اس اکرم الاکرمین، ارحم الراحمین، کریم آقا کے کہ اس نے اپنے ذکر کو ہی اپنی نعمتوں کے شکر کے قائم مقام کر دیا۔ ؎

اے خدا قربان احسانت شوم
کہ احساں بر احساں کردۂ

(اللہ)

حق تعالیٰ کرد مارا مقتداء — رحمت عالم محمد مصطفیٰ
فخر جملہ اولیاء و انبیاء — در رضائش ہست مرضی خدا
ظاہر و باطن فدائے سراو

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

حق تعالیٰ شانہٗ نے ہمارا مقتدا رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بنایا۔
جو تمام اولیاء و انبیاء علیہم السلام کے فخر ہیں، جن کی رضا و خوشنودی میں خدائے پاک کی خوشنودی ہے۔
جن کا ظاہر و باطن اس خدائے وحدہ لاشریک لہٗ کی حقیقت پر قربان ہے، خود کو مکمل اس ذات پاک میں فنا کئے ہوئے ہیں، جس کو فنافی اللہ کہتے ہیں، اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: {مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ}

ترجمہ: جس شخص نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔(بیان القرآن)

اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو!!

کرد نازل بر رسول خود کتاب وانمودہ راہ باطل از صواب

تانماند بر سبیل او حجاب تانیاید عاطشے نزد سراب

بار یابد ہر کہ گیرد راہ او

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی جس کے ذریعہ صحیح راستہ اور غلط راستہ کو جدا جدا کر دکھایا۔

تا کہ اس کے راستہ پر کوئی رکاوٹ نہ رہے، تا کہ کوئی پیاسہ (پانی کے دھوکہ میں) ریت کے پاس نہ آئے۔

جو اللہ تعالیٰ کے اس راستہ کو اختیار کرے اللہ کو پالے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کتاب قرآن مجید جو آخری کتاب ہے نازل فرمائی اور اس کی حقانیت پر واضح دلائل قائم فرمائے، جس کی وجہ سے راہ حق، راہ باطل، سے بالکل جدا ہوگیا، یعنی اس شریعت کا حق ہونا اور اسکے سوا سب طریقوں کا باطل ہونا بالکل واضح ہوگیا، تا کہ کوئی طالب حق، حق کو چھوڑ کر باطل کے پاس نہ چلا جائے۔

یعنی کسی غیر مذہب کی طرف نہ چلا جائے، جو بظاہر حق نظر آرہا ہے، اور حقیقت میں باطل ہے، جیسے ریت دور سے پانی نظر آتا ہے اور کوئی پیاسا پانی سمجھ کر ریت کے

پاس پہنچ جاتا ہے اور پاس جا کر پھر شرمندہ ہوتا ہے۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس راستہ کو اختیار کرتا ہے، مذہب اسلام کو اختیار کر کے کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے، وہ مقصود کو پالیتا ہے اور کامیاب ہوجاتا ہے۔

اللہ، اللہ ھو ،اللہ ھو!!!

اے خدا بر بندہ ات احسان کُن — نفس سرکش تابع قرآن کن
جان من بر حکم خود قربان کن — زندگیم ختم بر ایمان کن

اعتمادم آیۃ لَاتَقْنَطُوْ

اللہ، اللہ ھُو، اللہ ھُو،!!!

اے خدا اپنے بندے پر احسان فرما، اس کے سرکش نفس کو قرآن پر عمل کرنے والا بنادے۔

میری جان کو اپنے حکم پر قربان کردے، اور میری زندگی کا خاتمہ ایمان پر فرما۔

میرا اعتماد و بھروسہ آیۃ لَاتَقْنَطُوْ پر ہے، اس سے اشارہ اس آیت پاک کی طرف ہے۔

{قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ} (سورہ زمر:۵۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا، واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔ (بیان القرآن)

مطلب یہ ہے کہ جب مذہب اسلام کا حق ہونا معلوم ہوگیا تو پورے طور پر اس کو اختیار کرنا چاہئے، اور نفس جو خواہشات نفسانی کا عادی ہے اس کو قرآن پاک کا تابع

بنانا چاہئے کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ میں قرآن پاک پر عمل کیا جائے، اور نفس اور طبیعت کے برخلاف، اسی طرح برادری وخاندان کے برخلاف قرآن پاک پر عمل کرنے میں جو بھی قربانی دینی پڑے یہاں تک کہ اگر جان تک قربان کرنا پڑے تو بھی دریغ نہ کرے، اور برابر اسی فکر اور کوشش میں لگا رہے یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے، اور اس فکر اور کوشش کے باوجود بشری تقاضے سے جو کوتاہیاں ہو جاتی ہیں ان کی وجہ سے مایوس نہ ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا رہے وہ سب معاف کرنے والا ہے اور بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کر دیتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت ورحمت پر پورا پورا اعتماد رکھے، اور ان سب چیزوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وتب علینا
انک انت التواب الرحیم۔ بحرمت حبیبک
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر
خلقہ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین
الی یوم
الدین
☼

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور، ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی